

صلاة العید کی جماعت کی اقل عدد

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ، آپ حضرات کی ہدایات میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ صلاة العید میں صلاة الجمعة کی طرح امام کے علاوہ تین بالغ آدمیوں کا ہونا ضروری ہے، اور یہی مشہور ہے، لیکن بعض اہل علم حضرات کی رائے موصول ہوئی ہے کہ صلاة العید میں اقل عدد دیگر صلوات کی طرح دو ہے، اور یہ بات رد المحتار میں مذکور ہے، اس سلسلہ میں قول راجح کیا ہے؟ بیانات جروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حامدا ومصليا ومسلما

صلاة العید کیلئے وہی شرائط ہیں جو صلاة الجمعة کیلئے ہیں، صرف خطبہ مستثنیٰ ہے (یعنی خطبہ فرض نہیں، مسنون ہے، اسکے بغیر وجوب ادا ہو جائیگا لیکن اسکا ترک سنت نبویہ اور تعامل امت کی وجہ سے مکروہ ہے)، لہذا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی بہ قول کے مطابق امام کے علاوہ تین بالغ مرد کا ہونا ضروری ہے۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: والحاصل أنه يشترط لصلاة العید ما يشترط لصلاة الجمعة إلا الخطبة فإنها من شرائط الجمعة، وليست من شرائط العید، ولهذا كانت الخطبة في الجمعة قبل الصلاة، وفي العید بعدها لأنها خطبة تذكير وتعليم لما يحتاج إليه في الوقت، فلم تكن من شرائط الصلاة، كالخطبة بعرفات، (المبسوط ۳۷/۲)۔

اسی اصل پر علامہ سرخسی ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ثم المصير كما يشترط لإقامة الجمعة يشترط لإقامة صلاة العید (المبسوط ۱۲۱/۲)۔

اسی طرح علامہ علاء الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: أما بيان شرائط وجوبها فكل ما هو شرط وجوب الجمعة فهو شرط وجوب صلاة العیدین من الإمام والمصير والجماعة، إلا الخطبة فإنها سنة بعد الصلاة بإجماع الصحابة، وشرط الشيء يكون سابقا عليه أو مقارنا له (تحفة الفقهاء ۱۶۶/۱، وراجع البدائع ۲۷۵/۱)۔

اسی طرح علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: وفي المجتبى: الأصح أنها سنة مؤكدة، وأفاد أن جميع شرائط الجمعة وجوبا وصحة شرائط للعید، إلا الخطبة فإنها ليست بشرط (البحر الرائق ۱۷۰/۲)۔

اسی طرح علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: (على من تجب عليه الجمعة بشرائطها) وقد علمتها، فلا بد من شرائط الوجوب جميعها وشرائط الصحة، (سوى الخطبة) (مراقي الفلاح ص ۲۰۰)۔

اسکے علاوہ دیگر کتب فقہ میں یہ مسئلہ اسی طرح مذکور ہے۔ اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے باب الامامة میں تصریح کی ہے کہ صلاة الجمعة کی طرح صلاة العید کیلئے بھی بجز امام کے تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

قوله (وأقلها اثنان) لحديث: اثنان فما فوقها جماعة، أخرجه السيوطي في الجامع الصغير، ورمز لضعفه. قال في البحر: لأنها مأخوذة من الاجتماع، وهما أقل ما تتحقق به، وهذا في غير جمعة، اه، أي فإن أقلها فيها ثلاثة صالحون للإمامة سوى الإمام، مثلها العيد، لقولهم: يشترط لها ما يشترط للجمعة صحة وأداء سوى الخطبة، فافهم (رد المحتار ١/٥٥٣).

اسی طرح ان سے قبل علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح اشباہ میں اس کی تصریح کی ہے، انکا کلام ملاحظہ ہو:

قوله (واشترط الجماعة لها) أي لصلاة الجمعة، وفيه أن الجماعة كما هي شرط لها شرط لصلاة العيدين. قوله (وكونها) بالجر عطف على الجماعة، أي: واشترط كون الجماعة ثلاثة سوى الإمام، وفيه أن كونها ثلاثة سوى الإمام ليس شرطاً خاصاً بالجمعة، بل كذلك صلاة العيدين (غمز عيون البصائر ٤/٦٦، وجزى الله تعالى صديقي الشيخ هداية الله ابن المفتي عناية الله الذي أرسل هذه العبارة).

یہاں یہ واضح رہے کہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے صلاة العید اور صلاة الجمعة کے درمیان جو فرق بیان کئے ہیں ان میں جماعت کی عدد کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، انکا کلام ملاحظہ ہو:

ما افترق فيه الجمعة والعيد: الجمعة فرض والعيد واجب، وقتها وقت الظهر. ووقته بعد طلوع الشمس إلى زواها. وشرطها الخطبة وكونها قبلها بخلافه فيها. وأن لا تتعدد في مصر على قول مرجوح بخلافه، ويستحب في عيد الفطر أن يطعم قبل خروجه إلى المصلى بخلافها (الأشباه والنظائر ص ٣٢٣).

البتہ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الدر المختار کے حاشیہ میں صاحب النہر کے حوالہ سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دیگر نمازوں کی طرح صلاة العید کی جماعت میں دو آدمی کافی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

قوله (بشرائطها) ... حتى الإذن العام كما في النهر، وفيه أن من شرائطها الجماعة التي هي جمع، والواحد هنا مع الإمام جماعة، فكيف يصح أن يقال: بشرائطها (حاشية الطحاوي على الدر ١/٣٥١).

اسی کو علامہ ابن عابدین نے نقل کیا ہے: اعترض ط ما ذكره المصنف بأن الجمعة من شرائطها الجماعة التي هي جمع والواحد هنا مع الإمام، كما في النهر (رد المحتار ٢/١٦٦).

علامہ ابن عابدین نے یہاں باب العیدین میں اسکو نقل کرنے بعد سکوت اختیار کیا ہے، نہ تو اس پر کچھ کلام کیا اور نہ ہی اس قول کی صراحتہ تائید کی، بظاہر آپ کا سکوت تائید کیلئے قرینہ ہے، لیکن باب الامامة کی ذکر کردہ تصریح کے بعد کوئی حتمی فیصلہ لگانا مشکل ہے، بلکہ ذکر کردہ تصریح ہی کی طرف آپ کا میلان معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔ بہر کیف، یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ النہر الفائق کے مطبوعہ نسخہ میں اس مسئلہ کے ضمن میں دو کی عدد کا کوئی تذکرہ نہیں ہے جسکی طرف علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، چنانچہ صاحب النہر علامہ عمر بن نجیم تحریر فرماتے ہیں:

(على من تجب عليه الجمعة بشرائطها) المتقدمة حتى الإذن العام (سوى الخطبة) فإنها سنة وليست بشرط (النهر الفائق ١/٣٦٦).

اس عبارت میں اور اسی طرح اسکے بعد خطبہ کے کچھ مسائل کے ضمن میں اس مسئلہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ البتہ باب صلاة العیدین ہی میں آگے تکمیر تشریح کے مسائل کے ضمن میں اسکا تذکرہ ہے لیکن تکمیر تشریح کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، صاحب کنز علامہ نسفی اور علامہ عمر بن نجیم کی پوری عبارت ملاحظہ ہو:

(وسن بعد فجر عرفة إلى ثمان مرة الله أكبر الخ، بشرط إقامة، ومصر، ومكتوبة وجماعة مستحبة): قوله (وجماعة) فلا يكبر المنفرد (مستحبة)، فلا يكبر النسوة ولو صلين جماعة في مصر، فلو كبرن كان بدعة، كذا في غاية البيان. وفي جامع قاضي خان: وإذا ثبت اختصاص التكبير بالمصر علم أنه من الشعائر بمنزلة الخطبة، فيشترط له ما يشترط للجمعة، إلا ما سقط اعتباره من السلطان والحرية في الأصح والخطبة، كذا في المعراج، وعليه جرى الشارح، قال في البحر: وليس بصحيح إذ ليس الوقت والإذن العام من شروطه. وأقول: بل هو الصحيح، إذ من شرائطه الوقت أعني أيام التشريق، حتى لو فاتته الصلاة في أيامه فقضاها في غير أيامه أو في أيامه من القابل لا يكبر، بخلاف ما إذا قضاها في أيامه من تلك السنة حيث يكبر، لأنه لم يفتر عن وقته من كل وجه. وإذا لم يشترط السلطان أو نائبه فلا معنى لاشتراط الإذن العام، وكأنهم استغنوا بذكر السلطان عنه، على أننا قدمنا أن الإذن العام لم يذكر في الظاهر. نعم بقي أن يقال: من شرائطها الجماعة التي هي جمع، والواحد هنا مع الإمام جماعة، فكيف يصح أن يقال: إن شروطه الجمعة. وهذا كله قول الإمام، وقالوا: هو على كل من يصلي المكتوبة، لأنه تبع لها، والفتوى على قولها في هذا أيضا كما في السراج (النهر الفائق ۱/۳۷۳).

بندہ نے النہر الفائق کے ایک مخطوطہ کو بھی دیکھا، اس میں بھی دونوں جگہ عبارت اسی طرح ہے جیسے اوپر نقل کی گئی۔ علامہ طحاوی (متوفی ۲۳۱ھ) سے قبل فقہاء کرام کے کلام میں ہمیں کہیں یہ تصریح نہیں ملی کہ صلاۃ العید کیلئے دو آدمی کی جماعت کافی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب النہر کی طرف نسبت کرنے میں سہو یا غلط فہمی واقع ہوئی ہے، چنانچہ علامہ محمد ابو السعود المصری کے کلام سے سبب اشتباہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے، نیز دونوں مسئلوں کا الگ ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے، علامہ ابو السعود فرماتے ہیں:

بشرائطها: أي الجمعة سوى الخطبة، وهي مصر والسلطان والجمع والإذن العام، حموي، وفيه مخالفة لما سيأتي آخر هذا الباب من عدم اشتراط الإذن العام، وكذا السلطان أو نائبه ليس بشرط أيضا كما سيأتي، ثم ظهر أن ما سيأتي بالنسبة لتكبير التشريق، وما هنا بالنسبة لصلاة العيد، فلا إشكال (فتح الله المعين على شرح الكنز لملا مسكين، ۱/۳۲۴).

پھر آگے تکبیر تشریح کے مسئلہ میں علامہ ابو السعود نے صاحب النہر کی مذکورہ عبارت کا حوالہ دیکر اسکو نقل کیا ہے۔

الحاصل، صواب یہی ہے کہ صلاۃ الجمعة کی طرح صلاۃ العید میں بھی امام کے علاوہ تین بالغ مرد کا ہونا ضروری ہے، ورنہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ دیگر نمازوں کی طرح دو آدمی کافی ہے، تو پھر ایک مزید سوال قائم ہو گا کہ کیا ایک مرد اور ایک عورت، یا ایک مرد اور ایک باشعور نابالغ صلاۃ العید کیلئے کافی ہونگے؟ واللہ سبحانہ اعلم۔

نوٹ: صلاۃ الجمعة میں امام کے علاوہ تین آدمیوں کا ہونا مفتی بہ قول کے مطابق ضروری ہے۔ جاء في الأصل (۱/۳۱۱): قلت: رأيت إماما خطب الناس يوم الجمعة ففرغ الناس، فذهبوا كلهم إلا رجلا واحدا بقي معه، كم يصلي الإمام؟ قال: يصلي أربع ركعات، إلا أن يبقى معه ثلاثة رجال سواه فيصلي بهم الجمعة، وذلك أدنى ما يكون، انتهى. وصرح بنحوه في الجامع الصغير (ص ۱۱۲). وقال ابن قطلوبغا في التصحيح (ص ۱۸۴) وأقره ابن عابدين (۱۵۱/۲): رُجِحَ في الشرح دليله، واختاره المحبوبي والنسفي، انتهى.

حرره يوسف شبير أحمد البريطاني عفا الله عنه في ليلة ۱۸ رمضان المبارك ۱۴۴۱ - ۱۰ مايو ۲۰۲۰م

وصوبه المفتي أحمد الخانفوري والمفتي شبير أحمد البريطاني والمفتي محمد طاهر الوادي، حفظهم الله تعالى